احرار خدا تعالیٰ کے خوف سے کام لیتے ہوئے مباہلہ کی شرائط طے کریں............

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھُوَالنَّاصِرُ

احرار خدا تعالیٰ کے خوف سے کام لیتے ہوئے مباہلہ کی شرائط طے کریں بغیر شرائط طے کئے احرار کے قادیان آنے کی غرض مباہلہ نہیں بلکہ فساد کرنا ہوگی اور اس کی ذمہ وار حکومت ہوگی یا احرار

(رقم فرمودہ ۷۔ نومبر ۱۹۳۵ء)

احرار کوئی معیّن فیصلہ نہیں کرنا چاہتے

۳۰۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو میں نے ایک پوسٹر اور ٹریکٹ شائع کیا تھا جس کا عنوان ''مجلسِ احرار کا مباہلہ کے متعلق ناپسندیدہ رویہ'' تھا۔ مجھے امید تھی کہ اس اعلان کے بعد مجلسِ احرار اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کر کے سنجیدگی سے مباہلہ کی گفتگو کی طرف مائل ہوگی مگر افسوس کہ میری امید کے خلاف مجلس احرار نے اپنے رویہ کو اور بھی ناخوشگوار بنا لیا ہے اور بجائے صحیح طریق اختیار کرنے کے تحریف سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔

میرا مضمون بالکل واضح تھا۔ میں نے لکھا تھا کہ احرار نے اعلان کیا ہے کہ انہیں میری سب شرائط منظور ہیں اس اعلان کے مطابق انہیں میری سب باتوں کو جو اس بارہ میں شائع ہو چکی ہیں تسلیم کرنا چاہئے اور ان باتوں میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ مباہلہ میں پانچ سو یا ہزار آدمی بہ تراضیٔ فریقین شامل ہوں۔ یعنی دونوں طرف سے یا

پانچ سَو یا ہزار آدمی برابر تعداد میں شامل ہوں۔

۲۔ مقامِ مباہلہ لاہور یا گورداسپور ہو لیکن بعد میں احرار کے اس مطالبہ پر کہ مقامِ مباہلہ قادیان ہو میں نے لکھا کہ اگر احرار کو لاہور یا گورداسپور پر کوئی خاص اعتراض ہو یا وہ قادیان میں اپنی شان دکھانا چاہتے ہوں تو قادیان ہی میں مباہلہ کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ ایک کمیٹی دونوں فریق کی سب شرائط کو طے کرے اور اس کے فیصلہ کے بعد۔

۴۔ ایک تاریخ جو فیصلہ کے پندرہ دن بعد ہو مباہلہ کے لئے مقرر کی جائے میں نے اس اَمر پر روشنی ڈالی تھی کہ خالی منظوری کے اعلان سے ان امور پر روشنی نہیں پڑتی اور اس اعلان کی موجودگی میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ احرار نے میری سب شرطوں کو منظور کر لیا ہے۔

پس دونوں فریق کے نمائندے غیر معیّن شرائط کو معیّن کریں اور تفصیلات کو طے کریں اور پھر بہ تراضیٔ فریقین مباہلہ کی تاریخ مقرر کی جائے۔ ورنہ خود ہی تاریخ مقرر کر دینا شرائط کو ماننا نہیں ان کی ہنسی اُڑانا ہے۔ اِس قدر واضح اعلان کے بعد بھی میں دیکھتا ہوں کہ احرار صحیح طریق پر نہیں آتے اور نہ جماعت احمدیہ کے نمائندوں کے خطوط کا جواب دیتے ہیں اور نہ اپنی طرف سے شرائط طے کرنے کے لئے نمائندے مقرر کرتے ہیں بلکہ صرف ''مجاہد'' اخبار میں اعلان کرتے چلے جاتے ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ کوئی معیّن فیصلہ کرنا نہیں چاہتے۔

میرے اشتہار کے جواب میں مسٹر مظہر علی صاحب اظہر نے جو بیان ''مجاہد'' میں شائع کیا ہے اور جو تقریریں انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے چنیوٹ میں کی ہیں ان میں جو باتیں انہوں نے بیان کی ہیں' وہ ذیل میں درج کر کے میں ان کا بھی جواب دے دیتا ہوں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ احرار کِن ہتھیاروں پر آ گئے ہیں۔

کیا شرائط کی منظوری اسی کا نام ہے؟

مسٹر مظہر علی صاحب نے چنیوٹ میں بیان کیا ہے کہ:۔

''میں نے قادیان جا کر کہا تھا کہ مباہلہ قادیان میں ہونا چاہئے۔ اور مرزا صاحب کی صداقت پر ہونا چاہئے اور مرزا محمود نے تسلیم کر لیا ہے۔''

(مجاہد ۶ نومبر صفحہ ۲)

اسی کے متعلق سید فیض الحسن صاحب سجادہ نشین آلومہار نے بھی اپنی تقریر میں چنیوٹ میں کہا ہے کہ:۔

''مرزا محمود نے مجلسِ احرار کو چیلنج دیا ہے کہ آؤ مجھ سے مرزا کی نبوت پر قادیان آ کر مباہلہ کرو۔ زعمائے احرار نے مرزا محمود کے اس چیلنج کو قبول کرلیا ہے۔''

(مجاہد صفحہ ۲)

لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے چیلنج اس امر کا دیا تھا کہ احرار جو یہ الزام لگاتے ہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ رسول کریم ﷺ سے مرزا صاحب کے درجہ کو بڑھاتی ہے اور آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتی ہے اس پر لاہور یا گورداسپور میں مباہلہ کرلیں اس پر مجھے معلوم ہوا کہ احرار نے کہا ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر بھی مباہلہ ہو اور قادیان میں ہو۔ اس پر میں نے لکھا کہ اگر صداقت پر بھی مباہلہ کرنا ہے تو بے شک یہ مباہلہ بھی ہو مگر یہ مباہلہ الگ ہو اور رسول کریم ﷺ سے بانی سلسلہ احمدیہ کو بڑھا کر پیش کرنے کے الزام کے متعلق الگ مباہلہ ہو اور قادیان کے متعلق لکھا کہ اگر احرار کو لاہور یا گورداسپور پر کوئی خاص اعتراض ہے تو وہ قادیان آ سکتے ہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ چنیوٹ کی تقریر میں صدر احرار کانفرنس نے قطعاً غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

(۱) بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کے متعلق مباہلہ کے چیلنج کو میری طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ چیلنج احرار کی طرف سے تھا اور شاید مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کو اپنے صدر کی تقریر یاد نہ تھی کہ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ چیلنج خود اُن کی طرف سے تھا۔

(۲) صدر صاحب کہتے ہیں کہ مرزا محمود نے قادیان آ کر مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا ہے حالانکہ میں نے لاہور یا گورداسپور کا چیلنج دیا تھا نہ کہ قادیان کا اور اظہر صاحب نے اپنی تقریر میں اس کو بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ تجویز خود اُن کی طرف سے تھی۔

(۳) اظہر صاحب نے جہاں اِن دو باتوں میں اپنے صدر صاحب کے بیان کی قلعی کھول دی ہے، وہاں اپنی طرف سے ایک غلط بیانی زائد بھی کر دی ہے اور وہ یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ:-

''میں نے کہا کہ مباہلہ قادیان میں ہونا چاہئے اور مرزا غلام احمد کی صداقت پر ہونا چاہئے۔ مرزا محمود نے تسلیم کرلیا ہے کہ بے شک احرار قادیان میں ہی آ کر ہم سے مباہلہ کرلیں۔''

اِس فقرہ کو پڑھ کر ہر شخص یہی سمجھے گا کہ گویا میں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ مباہلہ قادیان میں ہونا چاہئے اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے متعلق ہی ہونا چاہئے نہ کہ ہتکِ آنحضرت

ﷺ فِدَاہُ قَلْبِیْ وَ نَفْسِیْ کے الزام کے متعلق۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ گویا میں نے اصل بِنائے مباہلہ کو ترک کر دیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے میں نے کبھی اصل بِنائے مباہلہ کو ترک نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس میں نے تو یہ کہا تھا کہ احرار اس لئے ہتکِ آنحضرت ﷺ کے الزام کے متعلق مباہلہ کرنے سے گریز کرتے ہیں کہ انہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں میں سے تعلیم یافتہ طبقہ جانتا ہے کہ احرار کا یہ الزام کہ بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ نے آنحضرت ﷺ کی ہتک کی ہے' بالکل غلط اور بے بنیاد ہے لیکن پھر بھی ہم احرار کے اس مطالبہ کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی مباہلہ ہو جائے بشرطیکہ یہ مباہلہ پہلے مباہلہ کے علاوہ ہو اور اس کے لئے الگ پانچ سَو آدمیوں کی تعداد دونوں فریق کی طرف سے پیش کی جائے لیکن لیڈر وہی ہوں۔ اب رہا مباہلہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا سوال، اس کے متعلق صدر احرار کانفرنس چنیوٹ میں بیان کرتے ہیں کہ:۔

''۲۳۔ نومبر کو زعمائے احرار اور ہزاروں مسلمان قادیان کے میدانِ مباہلہ میں پہنچ جائیں گے۔'' (مجاہد ۶ نومبر صفحہ ۲)

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مباہلہ نہیں بلکہ ہنگامہ کرنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر بھی اپنے جواب میں کہتے ہیں ''پانچ سَو اور ہزار کی شرط خود مرزا صاحب کی عائد کردہ ہے ہمارے نمائندے ہزار سے بھی بہت زیادہ ہوں گے''۔ (مجاہد ۵ نومبر صفحہ ۷)

ان الفاظ سے واضح ہے کہ میری بیان کردہ شرائط کو وہ صرف میرے لئے حُجّت قرار دیتے ہیں اور خود اس پر کاربند ہونے کے لئے تیار نہیں لیکن اس کے باوجود اخبار میں اعلان کرتے چلے جاتے ہیں کہ انہیں میری سب شرائط منظور ہیں۔ اگر شرائط کی منظوری اسی کا نام ہے تو کوئی خدا کا بندہ یہ بتائے کہ نامنظوری کسے کہتے ہیں؟

مباہلہ کرنے والوں کی فہرستیں

میں نے لکھا تھا کہ ضروری ہے کہ شرائط کے تصفیہ کے ساتھ مباہلہ کرنے والوں کی فہرستیں بھی دی جائیں تا کہ ان کے متعلق تحقیق کر لی جائے۔ اظہر صاحب کہتے ہیں اگر ان میں سے کوئی بیمار ہو گیا تو اس کا کیا علاج ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا علاج آسان ہے اور وہ یہ کہ دس یا پندرہ فیصدی نام مطلوبہ تعداد سے زیادہ دے دیئے جائیں۔ اگر پانچ سَو میں سے یا ہزار میں سے جتنی تعداد کا بھی فیصلہ ہو' بعض لوگ نہ پہنچ سکیں تو ان کی خالی جگہ زائد تعداد میں

سے پُر کر لی جائے۔ ہاں اگر اظہر صاحب کو یہ خیال ہو کہ شاید وہ پانچ سَو کا پانچ سَو ہی نہ پہنچ سکے تو پھر کیا ہوگا؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ معاملہ ہو کہ پندرہ فی صدی سے زائد آدمی ریز رو رکھ کر بھی ان کے غیر حاضروں کی کمی پوری نہ ہو سکے تو یہی سمجھا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے اس قوم کو مباہلہ سے بھی پہلے پکڑ لیا ہے ورنہ دس پندرہ فی صدی کی اتنی تعداد ہے کہ عام حالات میں اس قدر آدمیوں کا ایسے اہم کام کے لئے پختہ وعدہ کر کے نہ پہنچ سکنا ایک خلافِ عقل بات ہے۔ اور یا تو وہ لوگ عذابِ الٰہی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس حد تک معذور ہو جائیں گے۔ یا پھر یہ سمجھا جائے گا کہ دین کے لئے قربانی کرنے کا ان میں مادہ ہی نہیں۔ اور یہ خود ان کے باطل پر ہونے کا ایک ثبوت ہوگا۔ شاید اظہر صاحب کو اپنا پہلا فقرہ یاد نہیں رہا اسی لئے وہ ساتھ یہ فقرہ بھی لکھ گئے ہیں کہ ''ہم اپنی طرف سے ان کی ہزار کی شرط کو بھی منظور کر چکے ہیں۔'' (مجاہد ۵ نومبر صفحہ ۷)

یہ عجیب لطیفہ ہے۔ کہ اپنی نسبت تو وہ لکھتے ہیں کہ پانچ سَو یا ہزار کی شرط مرزا محمود کی عائد کردہ ہے ہمارے نمائندے ہزار سے بھی بہت زیادہ ہوں گے اور ہماری نسبت لکھتے ہیں کہ ہم انہیں پانچ سَو یا ہزار کا پابند نہیں کرتے بلکہ جس قدر آدمی ان کو مل سکیں وہ لے آئیں۔ جب دونوں فریق کو ہی انہوں نے اس شرط سے آزاد کر دیا تو اس فقرہ کے معنی ہی کیا ہوئے کہ اپنی طرف سے ہم ان کی ہزار کی شرط کو بھی منظور کر چکے ہیں انہیں تو یہ لکھنا چاہئے تھا کہ ہم اس شرط کو دونوں فریق پر سے اُڑا چکے ہیں۔

احرار کا تاریخِ مباہلہ مقرر کرنا

میں نے اعتراض کیا تھا کہ احرار کو ۲۳۔ نومبر کی تاریخ مقرر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ ان کے اس اعلان کے بعد کہ انہیں میری سب شرائط منظور ہیں' میرے شائع کردہ اعلان کی روشنی میں یا تو تاریخ مقرر کرنے کا حق مجھے حاصل ہے یا دونوں فریق کو مجموعی طور پر۔ اس پر مسٹر مظہر علی صاحب اظہر لکھتے ہیں کہ ''شاید مرزا صاحب کو بھول گیا ہے کہ وہ اپنے خطبہ مطبوعہ ۱۸۔ اکتوبر میں کہہ چکے ہیں کہ:۔

> ''خدا تعالیٰ نے ان (احرار) کی گردن پکڑی ہے' اس لئے کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوئی اگر ہمت ہے تو سب کے سب آئیں۔''

اوّل تو اس فقرہ میں تحریف ہے لیکن اسے درست سمجھ کر بھی میں ہر اُردو دان شخص سے

پوچھتا ہوں کہ کیا اُردو سے مَس رکھنے والا شخص اس عبارت کے وہ معنی کر سکتا ہے جو اظہر صاحب نے کئے ہیں۔ میں نے یہ فقرہ اس موقع پر استعمال کیا تھا کہ احرار باقاعدہ سب لیڈروں کی طرف سے مباہلہ کو منظور کرنے کی بجائے ایک شخص کو قادیان بھیج دیتے ہیں جو اپنی طرف سے ایک اعلان کر دیتا ہے۔ کیوں نہیں سب کے سب جو میرے مخاطب ہیں اس کی منظوری کا اعلان کرتے۔ اس سے تاریخ کی تعیین کا حق احرار کو کہاں سے ملا۔

احرار کی دھینگا مشتی

لطف یہ ہے کہ میرے جس خطبہ سے یہ فقرہ چُنا گیا ہے اس کے آخر میں میرا یہ فقرہ بھی موجود ہے کہ:۔

''جب نہ کوئی تاریخ مقرر ہوئی ہے نہ شرائط طے ہوئے ہیں تو احمدی فرار کیسے کر گئے؟ فرار تو تب ہے کہ شرائط طے ہو جائیں، وقت مقرر ہو جائے اور پھر ایک فریق نہ آئے''۔ (الفضل ۸۔ اکتوبر)

اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ میرے نزدیک شرائط کا طے ہونا اور اس کے بعد وقت کا مقرر کیا جانا دونوں فریق کے اختیار میں رکھا گیا ہے نہ کہ احرار کو اختیار دیا گیا ہے کہ جو چاہو شرط پیش کر دو اور جو چاہو وقت مقرر کر دو۔ جب میرے نزدیک اب تک شرائط ہی طے نہیں ہوئیں تو میں تاریخ سے کس طرح اتفاق کر سکتا ہوں۔

اسی طرح میرے خطبہ مطبوعہ ۶۔ اکتوبر میں لکھا ہے:۔

''جو شرائط احرار پیش کرنا چاہتے ہیں وہ پیش کریں تا کہ جلد سے جلد مباہلہ کی تاریخ اور مقام کی تعیین کا اعلان کیا جا سکے۔''

ان فقرات کی موجودگی میں اور بغیر اس کے کہ زبان ان معنوں کی اجازت دیتی ہو جو میرے مذکورہ بالا فقرہ سے مسٹر مظہر علی صاحب اظہر نے نکالے ہیں' احرار کے لئے یہ حق نکال لینا کہ وہ جو تاریخ چاہیں مقرر کر دیں' معقولیت نہیں بلکہ دھینگا مشتی ہے۔

احرار کی ٹال مٹول کی وجہ

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احرار کا اس قسم کی ٹال مٹول سے مطلب کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ احرار کو اس سال قادیان میں کانفرنس کرنے سے حکومت نے روک دیا تھا۔ جب انہوں نے میرا چیلنج مباہلہ پڑھا تو انہوں نے سوچا کہ مباہلہ تو خیر دیکھا جائے گا اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر ہم حکومت سے برسرِ پیکار ہوئے بغیر قادیان میں کانفرنس کر لیں گے کیونکہ مباہلہ کا چیلنج

جماعت احمدیہ کی طرف سے ہے اور ان کے بُلانے پر جائیں گے، حکومت ہم کو روکے گی نہیں۔ چنانچہ یہ امر دل میں رکھ کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ بغیر اس کے کہ شرائط تحریر میں آئیں ہم مباہلہ کو منظور کرلیں جب شرائط طے نہ ہوئی ہونگی اور کئی باتیں عین موقع پر ایسی نکل آئیں گی جن کی بناء پر مباہلہ سے انکار کیا جاسکے گا۔ ہاں اس بہانہ سے قادیان میں کانفرنس کا موقع مل جائے گا۔

تاریخ مباہلہ کے متعلق اس قدر عرصہ پہلے اعلان کرنے سے غرض یہ تھی کہ اگر وہ میری شرط مانتے کہ شرطیں طے ہونے کے بعد تاریخ مقرر کی جائے اور پندرہ دن کی مُہلت دی جائے تو اس صورت میں اس عرصہ میں انہیں اپنا انتظام کرنا اور ہنگامہ کے لئے لوگوں کو جمع کرنا مشکل ہوتا۔ اب انہوں نے قریباً ڈیڑھ ماہ پہلے آپ ہی تاریخ مقرر کر دی تا کہ اس عرصہ میں لوگوں کو آمادہ کر کے کانفرنس کی تیاری کرلیں۔

یہ باتیں جو مَیں نے بیان کی ہیں، ان کے مندرجہ ذیل ثبوت ہیں:۔

(۱) احرار اپنی تمام تقریروں میں لوگوں کو ۲۳۔نومبر کے دن قادیان پہنچنے کے لئے کہہ رہے ہیں اور عام تحریک کی جارہی ہے کہ لوگ اس دن ہزاروں کی تعداد میں قادیان پہنچیں۔

(۲) اس خیال سے کہ شاید بہت سے لوگ مباہلہ کے نام سے قادیان جانے کے لئے تیار نہ ہوں گے اس امر کی بنیاد رکھی جارہی ہے کہ ایک جماعت ایسی ہوگی جو صرف مباہلہ کو دیکھنے آئے گی۔ چنانچہ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر اپنے جواب میں لکھتے ہیں کہ:۔

> ''مجلسِ مباہلہ کا انتظام جس طرح مرزا محمود فرمائیں، ہمیں منظور ہوگا۔ فقط **یہ احتیاط چاہئے کہ مباہلین کو دیکھنے والے لوگوں کی راہ میں رُکاوٹ نہ ڈالی جائے''۔**

(مجاہد ۵ نومبر صفحہ ۷)

اس عبارت سے اور احرار کی تقریروں سے جو وہ باہر کر رہے ہیں صاف ظاہر ہے کہ پبلک کے کچھ حصہ کو یہ کہہ کر قادیان آنے کی تحریک کی جارہی ہے کہ وہاں چل کر مباہلہ دیکھنا۔ تا کہ مباہلہ کی آڑ میں ایک بڑا اجتماع کر کے ممنوعہ کانفرنس کی جاسکے۔ بلکہ نظارہ بینوں کے لئے روک نہ ہونے کے مطالبہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت فساد کرنے کی صورت بھی مدنظر ہے۔

(۳) قادیان کے ارد گرد کے دیہات میں احرار کی طرف سے لوگ جا کر لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ ۲۳۔نومبر کو مباہلہ بھی ہوگا اس دن لوگ مباہلہ دیکھنے کے لئے جمع ہوں۔ اس دیدار نمائی کی تحریک کے اس کے سِوا کیا معنی ہوسکتے ہیں کہ لوگ جمع ہو جائیں اور کانفرنس کی

جا سکے اور ہو سکے تو کچھ فساد بھی کھڑا کر دیا جائے۔ ورنہ مباہلہ میں نہ لمبی چوڑی تقریریں ہونی ہیں کہ ان کے سننے کے لئے لوگوں کو بلایا جا رہا ہے اور نہ وہاں کوئی تماشا ہونا ہے کہ جس کے دیکھنے کے لئے علاقہ کے لوگوں کو جمع کیا جا رہا ہے۔ مباہلہ ہو کر چھپ جائے گا اور لوگوں کو خود حالات معلوم ہو جائیں گے۔

(۴) مگر ان سب دلائل سے بڑھ کر چوتھی دلیل وہ اشتہار ہے۔ جو ''(مولانا) عنایت اللہ امیر مجلس احرار قادیان (ضلع گورداسپور)'' کی طرف سے قادیان کے نواحی علاقہ میں شائع ہو رہا ہے۔ اس اشتہار میں چندہ کی اپیل کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ:۔

> ''پچھلے سال قادیان میں جو کانفرنس ہوئی تھی' اس میں نصف لاکھ کے قریب مسلمان جمع ہوئے تھے حالانکہ کانفرنس کا پہلا سال تھا اس سال اِنْشَاءَ اللّٰہُ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان قادیان میں جمع ہونے والے ہیں۔''

احرار کی قادیان میں فساد پیدا کرنے کی نیت

اس اشتہار سے صاف ظاہر ہے کہ قادیان میں مباہلہ کیلئے نہیں بلکہ کانفرنس کیلئے احرار آ رہے ہیں اور یہ حد درجہ کی گری ہوئی بات ہے کہ وہ مباہلہ اور ہماری دعوت کو اس رنگ میں استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ غرض مذکورہ بالا باتوں سے ثابت ہے کہ احرار کی اصل غرض مباہلہ نہیں بلکہ کانفرنس کا انعقاد ہے اور قادیان میں مباہلہ ہونے پر اصرار بھی اسی وجہ سے ہے مگر قادیان ہمارا مقدس مقام ہے۔ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد اس کو سب دنیا سے زیادہ عزیز جانتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ اپنے ہاتھوں سے فساد کی جگہ بنائیں۔ اسلام نے اس اصل کو تسلیم کیا ہے کہ مقدس مقامات دوسرے لوگوں کی شرارتوں سے پاک رہنے چاہئیں پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم احرار کو کانفرنس کے انعقاد میں مدد دیں اس لئے میں صاف لفظوں میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم قادیان میں مباہلہ کے لئے تیار ہیں مگر کانفرنس کے لئے نہیں۔ اگر احرار کو فی الواقع مباہلہ منظور ہے تو:

۱۔ شرائط طے کر لیں۔

۲۔ پھر ایک تاریخ بہ تراضیٔ طرفین مقرر ہو جائے جس کی اطلاع حکومت کو بغرضِ انتظام دے دی جائے گی۔

۳۔ اگر وہ قادیان میں مباہلہ کرنا چاہتے ہیں تو لوگوں کو جو عام دعوت انہوں نے دی ہے' اس

کو عام اعلان کے ذریعہ سے واپس لیں۔

۴۔ مجلس احرار ہمیں یہ تحریری وعدہ دے کہ مباہلہ کے دن اور اس سے چار دن پہلے اور چار دن بعد کوئی اور جلسہ یا کانفرنس سوائے اس مجلس کے جو مباہلہ کے دن بغرضِ مباہلہ منعقد ہوگی، وہ منعقد نہیں کریں گے اور نہ جلوس نکالیں گے اور نہ کوئی تقریر کریں گے۔ اور یہ تحریر ''مجاہد'' میں بھی شائع کر دی جائے۔

۵۔ یہ کہ ان کی طرف سے مباہلہ کرنے والوں کے سِوا جن کی فہرست ان کو پندرہ دن پہلے سے دینی ہوگی کوئی شخص باہر سے نہ تحریری نہ زبانی بُلایا جائے گا۔ نہ وہ (اس صورت میں کہ انہیں ہماری ضیافت منظور نہ ہو) کسی کی رہائش کا یا خوراک کا جماعتی حیثیت میں یا منفردانہ حیثیت میں مذکورہ بالا نو (۹) ایام میں انتظام کریں گے۔

۶۔ مباہلہ کی جگہ پر مباہلہ کرنے والوں اور منتظمین اور پولیس کے سِوا اور کسی کو جانے کی اجازت نہ ہوگی۔

اگر وہ مذکورہ بالا باتوں پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ ہوں تو ہر حق پسند شخص تسلیم کرلے گا کہ احرار کی نیت مباہلہ کی نہیں بلکہ اس بہانے سے قادیان میں کانفرنس کرنے کی ہے۔ پس میں یہ واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس صورت میں ہم قادیان میں نہیں بلکہ گورداسپور یا لاہور میں مباہلہ کریں گے وہاں وہ بے شک جس قدر آدمیوں کو چاہیں، بُلا لیں گو اس صورت میں بھی مباہلہ کرنے والوں کے علاوہ دوسرے آدمیوں کو میدانِ مباہلہ میں آنے کی اجازت نہ ہوگی۔ میرے اس اعلان کے بعد بغیر شرائط طے کئے کے اور بغیر ایسی تاریخ کے مقرر کئے کے جو دونوں فریق کی رضامندی سے ہو اگر احرار ۲۳۔ نومبر یا اور کسی تاریخ کو قادیان آئیں تو اس کی غرض محض کانفرنس ہوگی نہ کہ مباہلہ۔ اور اس صورت میں اس کی ذمہ داری یا تو حکومت پر ہوگی یا احرار پر۔ جماعت احمدیہ پر اس کی کوئی ذمہ واری نہ ہوگی۔

ایک افتراء کی تردید

مباہلہ کے متعلق تو جو کچھ میں نے لکھنا تھا لکھ دیا ہے مگر میں ایک اور افتراء کی بھی جو مظہر علی صاحب اظہر نے میری نسبت کیا ہے تردید ضروری سمجھتا ہوں۔ مسٹر اظہر صاحب نے اپنے جواب میں میرے خطبہ سے ایک فقرہ جو ذیل میں درج ہے۔ نقل کیا ہے۔

''تحریریں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہوں، کسی اور

احمدی کی نہ ہوں۔ کیونکہ اور احمدیوں سے بعض دفعہ غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ بہر حال دوسروں کی تحریر حجت نہیں ہو سکتی۔'' (الفضل مطبوعہ ۱۶/ اکتوبر)

اس فقرہ کو نقل کر کے مسٹر مظہر علی صاحب اظہر لکھتے ہیں کہ:۔

''اس عبارت میں مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ ان کی اور ان کے بھائیوں اور متبعین کی تحریروں میں توہین رسول کریم ﷺ اور توہین مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ موجود ہے۔ چونکہ مرزا صاحب نے اقبالِ جُرم کر لیا ہے' اس لئے ہم نے انہیں مجبور نہیں کیا۔'' (مجاہد ۱۵/ اکتوبر صفحہ ۷ کالم ۳)

میرا پہلا جواب تو اس کے متعلق یہ ہے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اور یہ کہ اگر اس عبارت سے یہ مطلب نکلتا ہو یا میرے دل میں کوئی ایسی بات ہو تو اللہ تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میری اولاد پر ہو۔ اگر مسٹر مظہر علی صاحب میں کوئی تُخمِ دیانت باقی ہے اور انہوں نے صحیح سمجھ کر یہ فقرات لکھے ہیں تو کیا وہ جرأت کریں گے کہ وہ بھی ایک اعلان کر دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس فقرہ کا یہی مطلب ہے کہ مرزا محمود احمد اور اس کے بھائی اور جماعت احمدیہ رسول کریم ﷺ کی ہتک کیا کرتی ہے' اور اس میں اقبالِ جُرم ہے۔ اور اگر میں اس بیان میں لوگوں کو دھوکا دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر لعنت نازل ہو۔ اظہر صاحب کے لئے اس قسم کی لعنت کا اعلان کرنا بڑی بات نہیں کیونکہ وہ جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر لعنت بھیجنا بھی کارِ ثواب سمجھا جاتا ہے۔ اگر اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے انہوں نے لعنت طلب کر لی جس کا طلب کرنا ان پر واجب ہو گیا ہے تو یہ انہیں زیادہ گراں نہیں گزرنا چاہئے۔

مسٹر مظہر علی صاحب نے تحریف کی

دوسرا جواب مَیں یہ دینا چاہتا ہوں کہ اظہر صاحب نے اپنی سہولت کے لئے اس فقرہ میں تحریف کی ہے۔ میرا اصل فقرہ یہ ہے۔

''اور احمدیوں سے بعض دفعہ غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ اور پھر ان کی غلطیوں کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن بہر حال دوسروں کی تحریر حجت نہیں ہو سکتی۔''

(الفضل مطبوعہ ۱۶/ اکتوبر)

ناظرین دیکھیں کہ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر نے کس طرح تحریف سے کام لیا ہے۔ ایک

نہایت ضروری فقرہ جو دو فقروں کے درمیان کا ہے، خاموشی سے اُڑا دیا ہے۔ قرآن کریم میں تحریف ماننے والے لوگوں کے لئے یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ لیکن پھر بھی اس طرح اخبار میں دوسرے کے کلام کو محرف کر کے پیش کرنا انتہا درجہ کی دلیری ہے۔ ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ میرے مندرجہ بالا فقرہ نے اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ چونکہ ہر شخص اعلیٰ پایہ کا نہیں ہوتا اگر کبھی اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ جماعت کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً جبکہ اس کا علم ہونے پر جماعت اس سے براءت ظاہر کر دے۔ اس سے یہ کہاں سے نکلا کہ میں نے اقبال کر لیا ہے کہ مجھ سے اور میرے بھائیوں سے اور دیگر احمدیوں سے **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ** رسول کریم ﷺ کی ہتک ہوئی ہے۔ میں نے تو اپنے سابق اشتہار میں خدا تعالیٰ کی مؤکد بعذاب قسم کھائی تھی کہ ''رسول کریم ﷺ افضل الرسل اور سیّد وُلدِ آدم تھے۔'' کیا آپ کی ہتک کرنے والا شخص یہ قسم اور مؤکد بعذاب قسم کھا سکتا ہے؟ یہ تو میری قسم ہے اس کے علاوہ مباہلہ کے جو الفاظ مباہلین کے لئے (جن میں مَیں، میرے بھائی اور دوسرے احمدی شامل ہوں گے میں نے تجویز کئے ہیں۔ اس عبارت پر مشتمل ہیں۔

> ''ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو اگر ہم رسول کریم ﷺ پر کامل یقین نہ رکھتے ہوں، آپؐ کو خاتم النبیین نہ سمجھتے ہوں، آپؐ کو افضل الرسل یقین نہ کرتے ہوں اور قرآن کریم کو تمام دنیا کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے آخری شریعت نہ سمجھتے ہوں۔'' (الفضل ۶/۱ اکتوبر)

جب اس اخبار میں جس کا فقرہ اظہر صاحب نے نقل کیا ہے۔ یہ الفاظ موجود ہیں جو مباہلہ کے وقت مَیں اور میرے بھائی اور دیگر احمدی کہیں گے تو کس طرح کوئی عقل منداس فقرہ کے یہ معنی کر سکتا ہے کہ میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ ہم نے رسول کریم ﷺ کی ہتک کی ہے۔

دوسروں کی تحریروں میں غلطی کا امکان

میں نے جو بات کہی ہے، صرف یہ ہے کہ ہر جماعت میں بعض لوگ جہالت کی وجہ سے یا بعض منافق جماعت کو بدنام کرنے کے لئے ایسے امور شائع کر دیتے ہیں یا بیان کر دیتے ہیں جو اس جماعت کے اعتقاد کے خلاف ہوتے ہیں اگر جماعت کو اطلاع ہوتی ہے تو وہ ان کی تردید کر دیتی ہے۔ پس چونکہ دوسروں کی بعض تحریروں میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے اس لئے حجت صرف بانی سلسلہ کی تحریروں سے پکڑی جا سکتی ہے اور یہ ایسی بات نہیں جو

جماعت احمدیہ سے مخصوص ہو۔ ہر جماعت کا یہی حال ہے کوئی قوم بھی نہیں کہہ سکتی کہ ہمارے ہر مصنف یا خطیب کی تحریر یا بات قابل قبول ہے۔

اور اس وجہ سے تمام فرقے قابلِ حجت صرف اپنے سلسلہ کے بانی کی کتب کو تسلیم کرتے ہیں یا ایسے آئمہ کو جن کو وہ خالی از خطا سمجھتے ہوں اور اس بحث میں نہیں پڑتے کہ بعض اور قابلِ اعتبار علماء بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً مسلمان غیر قوموں سے بحث کے وقت صرف قرآن کریم پر انحصار رکھتے ہیں۔ دوسری سب کتب کی نسبت کہتے ہیں کہ صحیح ہونگی تو تسلیم کریں گے ورنہ نہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ مسلمانوں کے نزدیک سب بزرگوں نے جھوٹ بولا ہے۔(نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ) مثال کے طور پر یہ بات لے لیجئے کہ مظہر علی صاحب جس فرقہ سے یعنی شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور سُنّی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اب اگر کوئی عیسائی ایک مسلمان پر یہ اعتراض کرے کہ تمہارے رسول کریم ﷺ تو (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ) لوگوں سے ڈر کر خدا تعالیٰ کے احکام کو چُھپا لیا کرتے تھے اور اس کی تائید میں وہ اظہر صاحب کے ہم مذہبوں کی معتبر کتاب تفسیر صافی کا حوالہ صفحہ ۱۶۷ سے دے کہ آنحضرت ﷺ کو جب حضرت علیؓ کی ولایت کے اعلان کا حکم ہوا تو آپ نے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ لوگوں سے ڈر کر اس حکم کو چُھپا یا۔ تو اب بتائیں کہ ایک مسلمان کے لئے اس کے سِوا کیا چارہ ہے کہ وہ کہے کہ اظہر صاحب یا ان کے ہم مذہبوں نے اگر غلطی کی ہو تو اسلام اس کا ذمہ وار نہیں ہمارے لئے تو قرآن کریم حجت ہے اور وہ تو رسول کریم ﷺ کی نسبت فرماتا ہے کہ۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ [۱] کہ سب اعلیٰ اخلاق بہ حدِّ کمال تیرے اندر پائے جاتے ہیں۔ پس قرآن کریم کی اس شہادت کے بعد ہم ایسی خرافات کو کب تسلیم کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں سے خوف کھا کر احکامِ الٰہی کو چُھپا لیتے تھے خواہ یہ قول احرار کے سیکرٹری کا مذہب ہو یا اس کی جماعت کا یا مثلاً اگر کوئی کینہ ور دشمن یہ اعتراض کرے کہ مسلمانوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ قرآن کریم محرف و مبدّل ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مجلس احرار کے سیکرٹری مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کا جس فرقہ سے تعلق ہے ان کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ وَغَیْرُھُمْ کو قرآن کریم بطور امانت دیا گیا تھا۔ حَرَّفُوْہُ وَبَدَّلُوْہُ انہوں نے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ اس میں تحریف کر دی اور اسے بدل دیا۔ جس کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ

مِنْ ذَالِکَ) منافق ہوگئے تھے۔ لَقَدْ نافقَا قَبْلَ ذَالِکَ وَرَدَّا عَلَی اللّٰہِ[۲] تو اب ایک غیرت مند مسلمان سوائے اس کے کیا کہہ سکتا ہے کہ احرار کے سیکرٹری کا یا اس کی جماعت کا خواہ کچھ مذہب ہو۔ ہم پر قرآن کریم حجت ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔[۳] ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ تو ایسی خرافات کو ہم غلط سمجھتے ہیں اور اسی طرح جب قرآن کریم اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی تعریف کرتا ہے اور انہیں ہمارے لئے نمونہ قرار دیتا ہے تو جو شخص بُرا کہتا ہے وہ اسلام کے خلاف کہتا ہے۔ اور چونکہ قرآن کریم کے سِوا اور اس قول کے سِوا جو رسول کریم ﷺ سے ثابت ہو اور کوئی قول مسلمانوں پر حجت نہیں اس لئے ہم ان حوالوں کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ تو اب بتائیں کہ کیا اس کے یہ معنی ہونگے کہ ایسا شخص سب ائمہ اسلام کو قرآن کریم کے خلاف چلنے والا کہتا ہے۔ بہرحال جب سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات کا ذکر ہوگا تو حجت صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں ہوں گی۔ باقی باتوں سے ہم اختلاف کر سکتے ہیں۔ پس جو کچھ میں نے لکھا درست لکھا اور اظہر صاحب کا اعلان محض فساد اور لوگوں کو بھڑکانے کی نیت سے ہے۔

آخر میں مَیں پھر مسلمانوں کے فہمیدہ طبقہ سے اپیل کرتا ہوں کہ احرار کو مجبور کریں کہ وہ شرائط کا تصفیہ کر کے مسلّمہ فریقین تاریخ پر احمدیوں سے مباہلہ کریں اور اس قسم کی اشتعال انگیزی اور غلط بیانی سے پرہیز کریں جو انہوں نے اختیار کر رکھی ہے تا حق اور باطل میں فرق ہو اور خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

مرزا محمود احمد

(خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ)

۷۔ نومبر ۱۹۳۵ء

(الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

۱؎ القلم: ۵

۲؎ فروع کافی جلد۳ کتاب الروضۃ صفحہ ۶۱، ۶۲ مطبوعہ ۱۸۸۶ء

۳؎ الحجر: ۱۰